

امام ابوحنیفہؓ اور صاحبین میں اسبابِ اختلاف

فرخ سوار خوشحالی

ڈاکٹر ظہور اللہ الازھری **

ABSTRACT

Imam Abu Hanifa was a great jurist. He not only vested his talent, time and energy for the development of Fiqh but he headed a team of scholars for compilation of Fiqh and trained his disciplines for the job. Among his renowned pupils are Imam Abu Yousaf and Imam Muhammad. One of his qualities as a teacher and mentor is that he encouraged dialogue, interaction and difference of opinions. As a result we see that Imam Abu Yousaf and Imam Muhammad differ from his juristic opinions on many occasions. In this article we would try to analyze the reasons of difference between Imam Abu Hanifa and his disciples Imam Abu Yousaf and Imam Muhammad.

Keywords: اسباب، امام ابوحنیفہ، صاحبین، فقہ، اختلاف، تلمذہ، دلائل، احادیث

ائمه فقہہ کا امت محمدیہ پر احسان عظیم ہے کہ انہوں نے قرآن و سنت سے عبارۃ النص، اشارۃ النص، دلالۃ النص اور اقتضاء النص کی بنا پر احکام و مسائل کا استنباط کیا اور پھر نئے پیش آمدہ مسائل کا حل قرآن و سنت کی روشنی میں غور و فکر کے بعد پیش کیا۔ اگر وہ یہ علمی مشقت نہ کرتے تو ہر شخص کے لیے یہ ممکن نہیں تھا کہ وہ قرآن و سنت سے احکام کا علم حاصل کرتا۔

ان فقہاء کی فہرست میں امام ابوحنیفہؓ کی ذات نمایاں ہے جنہوں نے فقہ کے میدان میں نہ صرف خود گراں قدر خدمات سرانجام دیں بلکہ اس فن کے ماہرین بھی اس امت کو دیے جن میں نمایاں نام امام ابویوسف اور امام

* پی ایچ ڈی سکالر، منہاج یونیورسٹی، لاہور

** ایسو سی ایٹ پروفیسر، شعبۂ علوم اسلامیہ، دی یونیورسٹی آف لاہور

محمد کا ہے۔ انہوں نے اس فن کو کتابی لباس پہنا کر امت کیلئے تخفیہ جاؤ داں بنادیا۔ پھر ان فقہائے کرام میں آراء میں مختلف مسائل میں اختلاف بھی ہوا جس نے امت مسلمہ کے لیے مزید آسانیوں کو جنم دیا۔

حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"إِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَةُ النَّبِيِّينَ."⁽¹⁾

"پیشک علماء انبیاء کے وارث ہیں۔"

اس حدیث کی رو سے علمائے کرام زمین میں انبیاء علیہما السلام کے نائب اور وارث ہیں۔ اگر ہم تاریخ اسلامی کا جائزہ لیں تو یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ دعوت و تبلیغ دین کا جو فریضہ انبیاء کرام علیہم السلام سرانجام دیتے رہے ہیں امت محمدیہ کے علماء نے بھی حسب مقدور اس فریضے کو انجام دینے کی کوشش کی ہے۔ یہ انہی کی کاوشوں کا نتیجہ ہے کہ ہم تک دین اسلام اپنی اصل حالت میں پہنچا ہے۔ علماء اور فقہاء کے باہمی اختلافات کسی حد تک عصب کی وجہ سے نہیں تھے کیونکہ تمام فقہاء کرام شریعت اسلامیہ کا اصل مأخذ کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ کو ہی قرار دیتے ہیں اور اگر کسی مسئلہ میں قرآن و سنت سے دلیل نہ ملے تو پھر قیاس اور اجتہاد کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ اور کسی مسئلہ میں اگر ان کی رائے کتاب و سنت سے متعارض ہو جائے تو علم ہونے پر وہ اس رائے سے رجوع کر لیتے ہیں۔ اسی سلسلے میں امام ابوحنیفہؓ کا ارشاد گرامی ہے:

"إِذَا قَلْتَ قَوْلًا يَخَالِفُ كِتَابَ اللَّهِ تَعَالَى وَخَبْرَ الرَّسُولِ ﷺ فَاتَرْكُوا قَوْلِي."⁽²⁾

"اگر میں کوئی ایسی بات کروں جو کتاب و سنت کے مخالف ہو تو میرے قول کو ترک کر دو۔"

امام ابوحنیفہ کے بارے میں بعض متاخرین کی رائے یہ بھی ہے کہ وہ حدیث کے مقابلے میں اجتہاد اور قیاس کو ترجیح دیتے تھے۔ ان کی امام صاحب کے بارے میں یہ رائے کس حد تک درست ہے اس حوالے سے امام صاحب کا اپنا قول ہے:

"إِذَا صَحَّ الْحَدِيثُ فَهُوَ مَذْهَبِي."⁽³⁾

¹ - ابو داؤد، سلیمان بن اشعث، سنن ابو داؤد، بیروت، دارالفکر 3: 3317

² - کاسانی، علاؤ الدین ابو بکر، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، بیروت دارالكتب العربی، 1982ء، 1: 64.

³ - ایضاً، 1: 82.

”حدیث صحیح ہی میر امداد ہے۔“

اس بیان سے یہ بات ظکر کر سامنے آ جاتی ہے کہ ان کے باہمی اختلافات کا منشاء حسد، تعصب یا عناد نہیں ہے اور نہ ہی یہ اختلاف حق و باطل ہے بلکہ مختلف نیز مسائل کی ایک بڑی تعداد ایسی ہے جن میں افضل و غیر افضل، راجح و غیر راجح کا اختلاف ہے۔ اور اس اختلاف کا ثمرہ یہ ہے کہ جب حضرات ائمہ میں سے کسی کا قول صحیح حدیث کے خلاف ہو تو اس کا کوئی سبب یا اذر ہوتا ہے جیسے:

1. اس امام کے علم میں یہ نہیں ہوتا کہ یہ حدیث حضور نبی اکرم ﷺ سے منقول ہے۔
2. یاد نہیں سمجھتا کہ یہ حدیث اس مسئلے سے متعلق ہے۔
3. یاد ہی سمجھتا ہے کہ حدیث میں بیان کردہ حکم منسوخ ہے۔
4. یاد ہے اس حدیث کو ضعیف سمجھتے ہوئے قبل جلت نہیں سمجھتا۔

ان چاروں اذار کے متفرق اسباب ہو سکتے ہیں مثلاً حدیث کا امام کے علم میں نہ ہونا۔ اگر کسی امام تک کوئی حدیث نہ پہنچی ہو تو ظاہر ہے اس نے اس مسئلے میں ظاہر آیت کے مطابق فیصلہ کیا ہو گا۔ یا اس نے کسی دوسری حدیث کی روشنی میں فیصلہ کیا ہو گا یا قیاس یا استصحاب حال کو سامنے رکھ کر فیصلہ کیا ہو گا۔ چنانچہ اس کا فیصلہ کبھی تو اس حدیث کے موافق ہو گا اور کبھی مخالف ہو گا۔ اسی طرح بعض اوقات کسی حدیث کے دو طرق ہوتے ہیں جن میں سے ایک صحیح اور دوسرا ضعیف ہوتا ہے۔ چنانچہ اگر وہ حدیث کسی امام کو ضعیف سند سے پہنچتی ہے تو اس کے لیے اس پر عمل کرنا دشوار ہوتا ہے۔ جب کہ یہی حدیث دوسرے امام تک صحیح سند کے ساتھ پہنچتی ہے تو وہ اس پر عمل کرتا ہے۔ اس طرح ائمہ کے درمیان اختلاف کی صورت پیدا ہو جاتی ہے۔

حقیقتِ اختلاف

بعض مسائل کے متعلق امام ابوحنیفہؓ سے ایک سے زائد اقوال یا روایات مروی ہیں۔ کتب فقه میں ایسے مسائل کی ایک طویل فہرست ہے۔ ہم ابطور امثالہ پہلے ان میں سے چند ایک مسائل ذکر کریں گے، اس کے بعد ان مختلف اقوال و روایات کی وجہات بیان کریں گے:

1. گھوڑے کے جھوٹے پانی کے متعلق امام ابوحنیفہؓ کی دو روایات ہیں: حسن بن زیاد کی روایت یہ ہے کہ اس کا

جھوٹا پانی ناپاک ہے جبکہ ظاہر روایت کے مطابق پاک ہے۔⁽¹⁾

2. سجدے کی جگہ پر نجاست ہونے کی صورت میں امام ابوحنیفہ[ؓ] سے دو روایات ہیں۔ امام محمد[ؐ] ان سے نقل

کرتے ہیں کہ اس صورت میں نماز جائز نہ ہوگی جب کہ امام ابویوسف[ؓ] کی روایت ہے کہ نماز جائز ہوگی۔⁽²⁾

3. نمازو تر کے وجوب اور عدم وجوب کے حوالے سے امام ابوحنیفہ[ؓ] سے تین روایات مروی ہیں۔ حماد بن زید[ؓ]

امام ابوحنیفہ[ؓ] سے روایت کرتے ہیں کہ وتر فرض ہیں، یوسف بن خالد[ؓ] اس متى نقل کرتے ہیں کہ وتر واجب

ہیں جبکہ نوح بن ابی مریم المروزی کی الجامع میں امام ابوحنیفہ[ؓ] سے روایت ہے کہ وتر سنت ہیں۔⁽³⁾

مذکورہ بالاتینوں مسائل میں امام ابوحنیفہ[ؓ] سے ایک سے زائد روایات مروی ہیں: روایات کے اس اختلاف کی

متعدد وجوہ اور اسباب ہو سکتے ہیں۔ علامہ ابن عابدین شامی لکھتے ہیں:

1. بات سننے میں غلطی ہونا۔ مثلاً جب امام صاحب سے کسی معاملہ میں پوچھا گیا تو آپ نے نفی میں جواب دیا

اور فرمایا کہ 'جائز نہیں'، مگر راوی پر بات مشتبہ ہو گئی۔ چنانچہ اس نے جیسا سنا ویسا نقل کر دیا۔ اور

دوسرے راوی نے صحیح بات سنی اور وہی نقل کی تو مسئلہ میں دو روایتیں ہو گئیں۔

2. امام صاحب کی ایک رائے تھی جس سے بعد میں آپ نے رجوع کر لیا اور جو راوی امام صاحب کے پاس آتا

جاتا تھا اس کے علم میں وہ رجوع آیا اور اس نے آخری رائے نقل کی اور دوسرے راوی جس کا آنا جانا کم تھا امام

صاحب کی آخری رائے اس کے علم میں نہ آسکی تو اس نے وہی پہلی رائے نقل کی جس کی وجہ سے مسئلہ

میں دو روایتیں پیدا ہو گئیں۔

3. امام صاحب[ؓ] نے ایک بات قیاس کی رو سے فرمائی اور دوسری استحسان کی رو سے۔ ایک راوی نے پہلی بات

سنی اور اس کو روایت کیا اور دوسرے نے دوسری بات سنی اور اس کو روایت کیا جس کی وجہ سے مختلف

اقوال پیدا ہو گئے۔

4. کسی مسئلہ میں امام صاحب نے دو آراء بیان فرمائیں: ایک قضاء (فتوى) کی جہت سے اور دوسری احتیاط

¹ - بداع الصنائع في ترتيب الشرائع، 6270:1

² - ايضاً

³ - شامی، محمد امین بن عمر بن عبد العزیز عابدین الدمشقی، شرح عقود رسم المفقی، ص: 15

(تقوی) کی جہت سے اور ہر راوی اسی طرح حکم نقل کرتا ہے جس طرح اس نے سنائے۔ پس اقوال میں

اختلاف پیدا ہو جاتا ہے۔⁽¹⁾

علامہ شامی آس کے بعد اختلاف روایات کے مزید دو اسباب ذکر کرتے ہیں:

5. کسی حکم میں مجتهد کا متر دہونا بایں وجہ کہ اس کے نزدیک دلائل میں تعارض ہے اور کوئی وجہ ترجیح موجود نہیں ہے۔

6. ایک ہی دلیل کے مدلول و مفہوم میں مجتهد کی رائے کا مختلف ہونا کیوں کہ دلیل کبھی دو یادو سے بھی زیادہ وجہ کا احتمال رکھتی ہے۔ اس لیے مجتهد ہر احتمال پر ایک جواب کی بنیاد رکھتا ہے۔⁽²⁾

امام ابوحنیفہؓ اور صاحبینؓ کے مابین اختلاف کی وجہات

امام ابویوسفؓ اور امام محمدؓ دونوں امام ابوحنیفہؓ کے شاگرد ہیں اور حنفی المذهب ہیں۔ اس کے باوجود کتب فقہ میں ایسے مسائل کی ایک طویل فہرست ملتی ہے جن میں امام ابوحنیفہؓ اور صاحبینؓ کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے۔ یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب یہ دونوں صاحبان امام ابوحنیفہؓ کے شاگرد اور مقلد ہیں، تو پھر بعض مسائل میں امام صاحب سے اختلاف کیوں کرتے ہیں؟

اس باب میں یہ بات ہمیشہ لمحو خاطر رہنی چاہیے کہ انہم کے درمیان یہ اختلافات محض علمی تحقیق اور اخلاص پر مبنی ہیں۔ اس کا سبب باہمی حسد و بعض، تعصُّب و عناد، علمی برتری یا خواہش نفس کی پیروی نہیں کیونکہ ان میں سے ہر ایک کے پیش نظر للہیت کے ساتھ حق کی اتباع کرنا اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے احکامات کی درست تعبیر اور ان کی رضا و خوشنودی حاصل کرنا تھا۔ تاہم اس فقہی اور فروعی اختلاف کے چند اسباب درج ذیل ہیں:

¹- ايضاً

²- الشیبانی، محمد بن الحسن، الجامع الصغیر و شرحه النافع الكبير، بيروت دار النشر، عالم الكتب 1406،

1۔ عصری اور زمانی اختلاف

امام ابوحنیفہ اور صاحبین² کے مابین مختلف مسائل میں پائے جانے والے اختلاف کا ایک سبب زمانے کا مختلف ہونا ہے۔ امام ابوحنیفہ کا زمانہ حضور نبی اکرم ﷺ کے زمانے کے زیادہ قریب تھا۔ یہ تابعین اور تبع تابعین کا زمانہ تھا۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے اسے خیر القرون کا نام دیا ہے۔ جب کہ صاحبین کے زمانے میں حالات تبدیل ہو چکے تھے۔ اس زمانے میں فتنوں نے جنم لینا شروع کر دیا تھا۔ الغرض حالات کافی حد تک تبدیل ہو چکے تھے۔ چنانچہ صاحبین نے اپنے زمانے کے حالات کے پیش نظر بہت سے مسائل میں امام ابوحنیفہ² کے اقوال کے خلاف فتویٰ دیا۔ ان کا نقطہ نظر یہ تھا کہ اگر امام ابوحنیفہ² اس دور میں ہوتے تو وہ بھی یہی فتویٰ دیتے۔ اسی لیے اکثر فقہاء کرام نے اپنی کتب میں لکھا ہے:

"هذا اختلاف عصر وزمان لا حجة وبرهان."⁽¹⁾

"یہ عصری وزمانی اختلاف ہے نہ کہ کسی دلیل اور جدت کی بنا پر۔"

مثلاً اگر عید کی نماز میں امام یا مقتدی کو حدث لاحق ہو جائے تو امام ابوحنیفہ² کے یہاں اس شخص کے لیے حکم یہ ہے کہ وہ جا کر تیم کرے اور اپنی نماز جاری رکھے، خواہ اس نے وضو سے نماز شروع کر تھی یا تیم سے۔ صاحبین² کا مسلک یہ ہے کہ اگر کسی شخص نے وضو کے ساتھ نماز شروع کی تھی تو اس کے لیے تیم کی اجازت نہیں ہو گی۔ بلکہ یہ شخص جا کر وضو کرے اور پھر آگر اپنی نماز جاری رکھے۔ یہ اختلاف زمانے کے اعتبار سے ہے۔ علامہ جلال الدین خوارزمی¹ لکھتے ہیں:

"فمن مشائخنا من قال : هذا اختلاف عصر و زمان فكان في زمان أبي حنيفة

يصلى صلاة العيد في جبانة بعيدة من الكوفة."⁽²⁾

"ہمارے مشائخ میں سے کچھ نے فرمایا: یہ اختلاف عصری اور زمانی ہے۔ وہ اس طرح کہ امام ابوحنیفہ² کے زمانے میں نماز عید کوفہ سے دور کھلے میدان میں پڑھی جاتی تھی۔"

¹ - مرغینانی، علی بن ابی بکر، الہدایہ شرح البداۃ، لاپور، مکتبہ اسلامیہ، 3: 275

² - شیخ زادہ، عبد الرحمن بن محمد، مجمع الأئمہ فی شرح ملتقی الأئمہ، بیروت، دار الكتب العلمیة

امام ابوحنیفہؓ نے کسی مسئلہ کے متعلق اپنے زمانہ کے حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے حکم لگایا اور صاحبینؓ کے دور میں حالات تبدیل ہو گئے لہذا انہوں پھر اس کے مطابق حکم لگایا چنانچہ اس طرح اختلاف کی صورت پیدا ہو گئی۔

2- مکمل فکری آزادی

امام ابوحنیفہؓ کے تلامذہ کے ہاں اپنے اساتذہ کے ساتھ عقیدت و احترام کے باوجود مکمل فکری آزادی پائی جاتی تھی جس کی وجہ سے انہوں نے اپنے اساتذہ سے متعدد مسائل میں اختلاف کیا ہے۔ امام ابوحنیفہؓ نے بھی اپنے تلامذہ پر یہ پابندی عائد نہیں کی تھی کہ میں جو فیصلہ کروں اس پر آنکھیں بند کر کے عمل کرو بلکہ ان کو علمی اختلاف کا مکمل اختیار تھا اور ہر مسئلہ کو باہمی مشورے سے حل کیا جاتا تھا۔ علامہ شامیؒ رسم المفتی میں علامہ حسکفیؒ کے حوالے سے لکھتے ہیں:⁽¹⁾

”امام ابوحنیفہؓ نے غایت احتیاط اور کمال تقویٰ کی وجہ سے اور یہ بات جانے کی وجہ سے کہ اختلاف آثار رحمت ہے، اپنے اصحاب کو یہ حکم دیا تھا کہ اگر تمھیں کوئی دلیل مل جائے تو تم اس کے مطابق رائے قائم کر سکتے ہو، چنانچہ آپ کا ہر شاگرد آپ سے مردی کسی روایت کو لے لیتا اور اسے دلیل سے ترجیح دیتا تھا۔“⁽²⁾

3- مجہد مطلق کی صلاحیت

امام ابوحنیفہؓ اور صاحبینؓ کے مابین اختلاف کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ صاحبینؓ کی صلاحیتیں مجہد مطلق کے درجہ کی مانی گئی ہیں یعنی انہوں نے اصول و فروع میں کسی کی تقلید کے بغیر ادله اربعہ (قرآن، حدیث، اجماع، قیاس) سے فروعی مسائل و احکام مستنبط کیے ہیں۔ لہذا اتنی عظیم اجتہادی بصیرت والے اصحاب کسی مسئلہ پر غورو خوض نہ کریں یہ ممکن ہی نہیں ہے۔ شاہ ولی اللہ صاحبینؓؒ کی صلاحیت کے متعلق فرماتے ہیں:

”یہ دونوں حضرات بجائے خود مجہد مطلق ہیں اور امام ابوحنیفہؓ سے ان کے اختلاف کی فہرست کافی طویل ہے۔“⁽³⁾

¹- شامی، شرح عقود رسم المفتی، ص: 16

²- خوارزمی، محمد جلال الدین، الکفاریہ علی فتح القدير، کوئٹہ: مکتبہ رشیدیہ، 1: 123

³- شاہ ولی اللہ، اختلاف مسائل میں اعتدال کی راہ، مترجم: مولانا صدر الدین اصلاحی، اسلامک پبلی کیشنز لاہور، 1: 44

4۔ اصول میں اختلاف

اصول فقہ کے بعض بنیادی اصول و ضوابط میں صاحبین² کا امام ابوحنیفہ¹ کے ساتھ اختلاف ہے لہذا اصول میں اختلاف کے ساتھ اقوال کیسے متصدراہ سکتے ہیں؟ اس کی چند ایک امثلہ درج ذیل ہیں:

I. امام ابوحنیفہ¹ کے نزدیک اصل یہ ہے کہ جو چیز ابتداء میں فرض کو متغیر کر دے وہ آخر میں بھی اس کو متغیر کر دے گی جبکہ صاحبین² کے نزدیک ایسا نہیں ہے۔ مثلاً تمیم کنندرہ اپنی نماز کے آخر میں بقدر تشهد بیٹھنے کے بعد سلام سے پہلے پانی دیکھ لے تو امام ابوحنیفہ¹ کے نزدیک اصل مذکور کے پیش نظر اس کی نماز فاسد ہو جائے گی اور صاحبین² کے نزدیک فاسد نہیں ہو گی۔⁽¹⁾

II. امام ابوحنیفہ¹ کے نزدیک اصل یہ ہے کہ محرم کا مناسکِ حج کو ان کے اوقات سے مقدم یا موخر کرنا موجبِ دم ہے، صاحبین² کے نزدیک موجبِ دم نہیں ہے۔ سو اگر محرم نے طوافِ زیارت کو موخر کر دیا یہاں تک کہ ایامِ نحر گزر گئے تو امام صاحب² کے نزدیک دم واجب ہو گا، صاحبین² کے نزدیک دم واجب نہیں۔⁽²⁾

III. امام ابوحنیفہ¹ اور صاحبین² کے درمیان نجاست غلیظہ اور خفیفہ کے ثبوت کے لیے اصول میں اختلاف ہے۔ امام ابوحنیفہ¹ کے نزدیک نجاست غلیظہ ایسی نص سے ثابت ہوتی ہے جس کے مقابلے میں کوئی نص، طہارت کو ثابت کرنے والی نہ ہو اور نجاست خفیفہ دو باہم متعارض نصوص سے ثابت ہوتی ہے۔ جب کہ صاحبین ایسی نجاست کو نجاست غلیظہ کہتے ہیں جس کے نجس ہونے پر اجماع واقع ہو۔ اور جس کے نجس ہونے میں اختلاف ہوا سے نجاست خفیفہ کہتے ہیں۔ چنانچہ اس اصولی اختلاف کی بنیاد پر بہت سے مسائل میں اختلاف پایا جاتا ہے۔⁽³⁾

¹ - المرغینانی، شرح البداية، 60:1

² - الكاسانی، بدائع الصنائع، 2: 132

³ - ايضاً، 1: 80

5۔ امام ابوحنیفہؓ کا اپنے سابقہ قول سے رجوع کرنا

بعض مسائل ایسے ہیں جن میں امام ابوحنیفہؓ سے پہلے ایک قول منسوب کیا گیا لیکن بعد میں انہوں نے اس سے رجوع کر لیا اس کے علاوہ کسی دوسرے قول کو ترجیح دی اور صاحبینؓ نے آپ کے دوسرے قول کو دلیل کی بنیاد پر ترجیح دی۔ چنانچہ اس طرح صورت اختلاف پیدا ہو گئی۔

علامہ شامیؓ لکھتے ہیں: فتاوی ولوجیہ کی کتاب الجنبیات میں ہے کہ امام ابویوسفؓ نے فرمایا:

"ما قلت قولًا خالفت فيه أبا حنيفة إلا قوله قد كان قاله." ^(۱)

"میں نے امام ابوحنیفہؓ کے خلاف جو بھی قول کیا ہے وہ خود ان کا سابقہ قول ہے۔"

اور امام زفرؓ سے مردی ہے:

"میں نے جس مسئلہ میں بھی امام ابوحنیفہ سے اختلاف کیا اور علیحدہ رائے قائم کی ہے وہ خود ان کا قول ہے جس سے انہوں نے رجوع کر لیا۔" ^(۲)

6۔ صاحبینؓ کا امام ابوحنیفہؓ کے اقوال کو قرآن و سنت پر پیش کرنا

اختلاف کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ صاحبینؓ امام ابوحنیفہؓ کے اقوال کو قرآن و سنت اور اقوال صحابہ پر پیش کرتے اگر انہیں قرآن و سنت یا اقوال صحابہ سے اپنے مذہب کی تائید حاصل ہو جاتی تو وہ مذہب حنفی پر برقرار رہتے اور اگر انہیں اپنے مذہب کے موافق کوئی دلیل نہ ملتی تو ایسی صورت میں وہ اپنی رائے بدل لیتے، چنانچہ اس طرح اختلاف کی صورت پیدا ہو گئی۔

شاہ ولی اللہؓ لکھتے ہیں:

"امام محمدؐ نے پہلے امام ابوحنیفہؓ اور امام ابویوسفؓ سے فقہ کی تعلیم حاصل کی، پھر مدینہ جا کر امام مالکؐ سے موٹا پڑھی۔ اس کے بعد غورو فکر شروع کیا اور اپنے شیوخ کے مذہب کے ایک ایک مسئلے کو موٹا سے مقابلہ کر کے دیکھا، اگر اس کے مطابق نظر آیا تو درست، ورنہ صحابہ اور تابعین کے مختلف اقوال و مذاہب کی تحقیق کی۔ اگر کسی کے ہاں اپنے مذہب کے موافق قول مل گیا تو اس

¹ - شامی، شرح عقود رسم المفق، ص: 16

² - ایضاً

صورت میں وہ مذہب حنفی پر قائم رہے لیکن اگر کوئی مسئلہ ایسا نکلا جس کی بنیاد کسی کمزور قیاس یا بے جان دلیل پر تھی اور اکثر علماء کے عمل سے یا حدیث صحیح سے مخالف ہو رہی تھی جس پر فقهاء نے عمل کیا ہو، تو ایسی صورت میں انہوں نے اپنی رائے بدل دی۔⁽¹⁾

7- صاحبین کا ابراہیم نجعی کے مذہب پر کسی مسئلہ کی تخریج تسلیم نہ کرنا

بعض مسائل میں امام ابوحنیفہؓ نے ابراہیم نجعی کے مذہب پر کسی مسئلہ کی تخریج کی لیکن امام ابویوسفؓ اور امام محمدؓ نے اس تخریج کو تسلیم نہیں کیا تو اس طرح صورت اختلاف پیدا ہو گئی۔⁽²⁾

8- اختلاف بوجہ استحسان و قیاس

امام ابوحنیفہؓ اور صاحبینؓ کے مابین بعض مسائل میں استحسان اور قیاس کی بنیاد پر اختلاف پایا جاتا ہے یعنی امام ابوحنیفہؓ کا قول مبنی بر استحسان ہے اور صاحبینؓ کا قول مبنی بر قیاس، تو اس طرح دو مختلف اقوال ہونے کی وجہ سے اختلاف کی صورت پیدا ہو گئی۔ مثلاً امام ابوحنیفہؓ کے نزدیک کھڑے ہو کر نوافل شروع کرنے کے بعد بلا عذر بیٹھ جانا جائز ہے، صاحبینؓ کے نزدیک جائز نہیں۔ امام ابوحسن المرغینانی لکھتے ہیں:

"إِنْ افْتَحْهَا قَائِمًا ثُمَّ قَعَدَ مِنْ غَيْرِ عَذْرٍ جَازَ عِنْدَ أُبَيِّ حَنِيفَةَ وَهَذَا
اسْتِحْسَانٌ وَعِنْدَهُمَا لَا يَجِدُهُمْ وَبِهِ الْقِيَامُ."⁽³⁾

”اگر کسی نے کھڑے ہو کر نفلی نماز شروع کی پھر وہ بغیر کسی عذر کے بیٹھ گیا تو امام ابوحنیفہؓ کے نزدیک استحسان کی رو سے جائز ہے جبکہ صاحبینؓ کے نزدیک ایسا کرنا جائز نہیں اور قیاس کا بھی بھی تقاضا ہے۔“

9- اختلاف بوجہ تخفیف و عموم بلوی

بعض مسائل میں صاحبینؓ نے آسانی اور عموم بلوی کو مد نظر رکھتے ہوئے کوئی قول اختیار کیا ہے مثلاً ایسا لباس جس پر گوبر لگا ہواں میں نماز پڑھنے کے متعلق اختلاف ہے۔ امام ابوحنیفہؓ کے نزدیک اگر گوبر کی مقدار ایک

¹- اختلافی مسائل میں اعتدال کی راہ، ص: 43

²- ایضاً

³- الحدایہ شرح البدایہ، 2:29